دورہءقرآن

دسواں پارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرحِیۡمِ

کلجو پارہ ہم نے پڑھا اس میں ہم نے موسیٰؑ کے کوہِ طور پر جا کر تورات لینے کے بارے میں پڑھا تھا کہ کس طرح وہ سب کو چھوڑ کر، سب سے الگ ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے وعدے کے مطابق کوہِ طور پر گئے اور کس طرح اپنی ذمہ داریاں اپنے پیچھے ہارونؑ کو دے کر گئے یعنیذ مہ داری delegate کر کے گئے۔ تو اس پر کسی نے اپنا experience لکھا ہے۔ لکھتی ہیں:

کل کے پارے میں حضرت موسیٰؑ کے بارے میں پڑھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنے کوہِ طور پر گئے اور تورات دئے گئے تو علم سیکھنے کے لیے محنت اور کوشش تو کرنی پڑتی ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی رمضان کے مبارک ماہ میں کام پر سے چھٹی لینے کے لیے میں نے دو ماہ پہلے درخواست دے دی۔ سپروائزر chinese ہے۔ کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہے کہ تم اپنی چھٹیاں اس ماہ یعنی رمضان میں جانے کے لیے جمع رکھتی ہو۔ لیکن تم deserve کرتی ہو، تم اپنی جگہ کسی کو train کر دو۔ ایک لڑکی جو پاکستان سے ہے، on call کام پر آتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم میری جگہ کام کر لو تو میں الھدیٰ دورہءقرآن کے لیے بے فکری سے جا سکتی ہوں۔ اُس نے بھی خوشی سے حامی بھر لی۔ کہنے لگی مجھے بھی ایک ماہ کے لیے job مل جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ میں تم سے کام بھی سیکھ لوں گی۔ میں نے بھی بہت محنت اور امانتداری سے کام سکھایا تا کہ میرے جانے کے بعد اسٹاف یا سپروائزر کو کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہر روز شام کو ٹیلیفون پر سارے دن کی رپورٹ لیتی اور اگلے دن کیا کچھ کرنا ہے؟ information exchange کرتی ہوں۔ الحمدللہ! بڑے اطمینان کے ساتھ دورہءقرآن کے لیے جا رہی ہوں۔ اللہ سے دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن تمام لوگوں کو جزا دے جنہوں نے میرے لیے آسان کر دیا اور اس نیک کام میں حصہ لینے کا موقع دیا۔

یہی اصل مقصد تھا کہ اگر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں یا جو کچھ اب کر رہے ہیں، اس سے اگلے لیول پر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لوگوں کو اُن کے رحم و کرم پر چھوڑ کر صرف خود غرضی کے ساتھ خود آگے نہیں بڑھیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب ہمیں کچھ کرنا ہوتا ہے تو ہمیں دوسروں کی پرواہ نہیں ہوتی کہ جو ہمارے متعلقین ہیں، چاہے وہ گھر والے ہیں چاہے ہم کہیں job کرتے ہیں تو وہ لوگ جو ہیں، اُن کا کیا ہوگا؟ ہم صرف سوچتے ہیں کہ ہمارا کیا ہوگا؟ اور ساری ہماری توجہ یا فوکس اس پر ہوتا ہے کہ ہمارا فائدہ کس میں ہے؟ لیکن اگر انسان دونوں طرف کا سوچے تو یہی اعتدال ہے، یہی ایک balanced life یا balanced approach ہے۔

جیسا کہ کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ جب آپ اپنا کام کسی اور کو دیتے ہیں تو اس سے آپ کے مقام اور درجے میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیونکہ بعض لوگ insecure feel کرتے ہیں کہ اگر میری جگہ کوئی اور آ گیا اور اس نے مجھ سے اچھی پرفارمنس دکھا دی تو پھر میری تو کوئی قدر ہی نہیں رہے گی۔ مجھے تو کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ جب آپ اخلاص کے ساتھ کسی اور کا بھلا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا اس سے زیادہ کرتا ہے اور آپ کو پہلے سے زیادہ نوازتا ہے۔

اسی طرح کل ہی کے لیکچر میں سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 116 پر کسی نے لکھا ہے کہ:-

جب بھی میں یہ آیت پڑھتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حریف سے نمٹنے کا طریقہ سکھا رہا ہے۔یعنی انسان کا کسی نہ کسی تو سے اختلاف ہو جاتا ہے تو پھر اس جھگڑے کے موقع پر اس کے ساتھ کیسے معاملہ کیا جائے۔جیسے فرعون کے ساتھ موسیٰؑ نے جب بات کی تو وہ جھگڑے پر اتر آیا اور پھر اس کے بعد اس نے صرف خود نہیں، صرف اس کے درباری نہیں بلکہ پوری قوم کے جادوگروں کو اکٹھا کر لیا۔گویا کہ ایک فوج تھی، ستر ہزار کی تعداد بتائی جاتی ہے۔ ہر شہر سے لوگ آ گئے تھے اور ادھر موسیٰؑ اور ہارونؑ تھے، لیکن ان کے ساتھ اللہ کی مدد تھی۔تو مقابلے کے لیے جب میدان میں آئے تو موسیٰؑ سے پوچھا گیا کہ آپ پہلے اپنا مظاہرہ کریں گے، آپ اپنا معجزہ دکھائیں گے یا پھر ہم پہل کریں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ تم ہی پہل کرو۔یعنی تم دکھاؤ جو کچھ دکھانا ہے اور خود کو پیچھے رکھا، بعد میں رکھا۔بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ایک شخص نے پس اندازی اختیار کر لی یا پیچھے ہٹ گیا۔لیکن اس میں بہت بڑے فائدے ہیں۔تو انہوں نے ان فائدوں کو لکھا ہے کہ عام زندگی میں گھریلو، خاندانی یا کسی دوسری نوعیت کے اختلافات کا سامنا ہر ایک کو کرنا پڑتا ہے۔اس میں اپنے حریف کو پہل کرنے میں کیا کیا مصلحتیں ہوتی ہیں؟ جب آپ کسی دوسرے کو بولنے کا موقع دیتے ہیں یا اس کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع دیتے ہیں تو اس کے کتنے فائدے ہوتے ہیں؟

یہ کہتی ہیں کہ اس کا اندازہ مجھے کئی مواقع پر ہوا، ایک یہ کہ آپ کو دوسرے کا مؤقف پتہ چل جاتا ہے کہ دوسرا کیا سوچ رہا ہے؟ اور وہ کس بات پر اُلجھا ہوا ہے؟ اُس کی مشکل کیا ہے؟ دوسرے اس کو کون کون سی باتیں زیادہ bother کر رہی ہیں؟ پھر یہ کہ کن کن نکات پر شدت اختیار کئے ہوئے ہے اور یہ کہ وہ کہاں کہاں کمزور پڑ رہا ہے؟ یہ بھی پتہ چل جاتا ہے۔ مدمقابل کی weakness پتہ چل جاتی ہے۔اس طرح ہمارے پاس اس کی باتوں کا جواب اکٹھا کرنے کا وقت مل جاتا ہے یعنی جب آپ سنتے جاتے، سنتے جاتے ہیں اور پوری کہانی سُن لیتے ہیں تو آپ اپنے ذہن میں پورا ایک مکمل comprehensive جواب بھی بنا لیتے ہیں اور اکثر تو مشورہ کرنے کا بھی وقت مل جاتا ہے۔غیر ضروری بحث اور نکات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔اس کو لاجواب کرنے کے نکات جمع کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور اس طرح جیت آسانی سے ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس اگر ہم پہل کریں تو اپنا مؤقف سمجھانے کا دوبارہ وقت میسر نہ ہو گا کیونکہ ہم تو اپنی بات کر چکے۔

پہل جو کرتا ہے وہ ایک الزام آرائی کا انداز اختیار کئے ہوئے سامنے آتا ہے جبکہ دوسرا دفاعی انداز اختیار کرتا ہے اور یوں اس کا تاثر مثبت ہوتا ہے جبکہ پہلے کا منفی ہوتا ہے۔بہر حال اس حکمت کو اپنانے میں مجھے ہمیشہ کامیابی رہی اور یہی محسوس ہوا کہ اللہ نے چھوٹے چھوٹے سانپوں کو ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔حق ظاہر ہو جاتا ہے، باطل کے قدم ٹھہر نہیں پاتے۔پہل کرنے میں جیت لازم نہیں، جیت تو حق ہی کی ہوتی ہے۔تو بات یہ ہے کہ عام روزمرہ زندگی میں جتنے بھی ہمارے conflicts ہوتے ہیں، اس میں ہمیں صرف اپنے خیالات کے اظہار کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بلکہ دوسرے کی بھی سُننی چاہئے۔صرف اپنی ہی کہانی نہ سناتے جائیں۔صرف یہ نہ دیکھیں کہ ہمیں کیا مشکل ہو رہی ہے، ہم کس پرابلم میں ہیں، ہم کیا سوچ رہے ہیں؟ بلکہ دوسرے کو بھی بات کرنے کا موقع دیں اور جب آپ پہلے اس کو بات کرنے کا موقع دیں گے تو کچھ تو گرمی وہیں ٹھنڈی ہو جائے گی کہ موقع مل گیا کیونکہ بہت دفعہ لوگوں کو فرسٹریشن اس لیے بھی ہوتی ہے کہ ہم ان کو بات کہنے کا موقع نہیں دیتے اور پھر وہ اپنے دل میں ہی رکھ لیتے ہیں تو اس طرح یہ جو طریقہ ہے کہ دوسرے کو پہل کرنے دی جائے کسی بھی معاملے میں اور ویسے بھی manners اور اخلاق میں سے بھی ہے کہ اگر آپ کہیں جا رہے ہیں، کوئی بھی کام کر رہے ہیں تو آپ عموماً کیا کرتے ہیں؟ دوسرے کو آفر کرتے ہیں کہ آپ پہلے کھانا لے لیں، آپ پہلے چلے جائیں تو آپ، اس سے دوسرے کا دل جیت لیتے ہیں اور اس

کے بہت سارے فائدے ہوتے ہیں جبکہ جب آپ خود ہر چیز میں آگے ہوجاتے ہیں تو پھر ساری ذمہ داری بھی آپ ہی پر پڑ جاتی ہے۔اور دوسرے پوری طرح اس کام میں involve نہیں ہوتے تو یہ بھی زندگی گزارنے کا ایک بہترین اصول ہے اور اس واقعے سے ہمیں یہ حکمت بھی سمجھ آتی ہے۔

اسی طرح کل پلان کرنے کی ایک اور بات بھی ہوئی تھی کہ آئندہ سال تک کا کوئی ٹارگٹ رکھنا ہے۔تاکہ ہم اس سال سے اگلے سال تک کا سفر جو کریں اس میں ہمارا کل آج سے بہتر ہو۔ ایک حدیث بھی ہے: ''جس کا کل، آج سے بہتر نہیں ہوا، وہ برباد ہوا، وہ نقصان میں ہے۔'' تو ہمیں ہر دن ختم ہونے سے پہلے اگلے دن کا پلان کر لینا چاہیئے۔ ہر week ہفتہ کے ختم ہونے سے پہلے اگلے week ہفتہ کو، ہر مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اگلے مہینے کو اور ہر سال کے ختم ہونے سے پہلے اگلے سال کو پلان کر لینا چاہیئے کہ مجھے اور آگے نیکی کے کاموں میں، دین و دنیا کے کاموں میں کس طرح بڑھنا ہے؟ تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس سے بھی آپ کو بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔یہ comment ایک آن لائن اسٹوڈنٹ کا ہے لکھتی ہیں:

آپ دیکھیئے کہ قرآن مجید میں سورۃ الفاتحہ میں ہی کہا گیا کہ: '' اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ '' صرف تیری ہم عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہم مدد چاہتے ہیں۔جب بھی آپ عبادت کریں خواہ وہ ذاتی عبادت ہو، خواہ وہ بندوں کی خدمت ہو، خواہ وہ دین کا کام ہو، اُس میں ہمیشہ آپ کو اللہ کی مدد کی ضرورت رہتی ہے۔عبادت ہو ہی نہیں سکتی جب تک ساتھ دُعا نہ ہو، جب تک مدد نہ مانگی جائے۔جو بھی اچھا کام کرنا چاہیں تو اللہ کی مدد مانگ کر شروع کریں۔جس کے لیے بار بار بتایا گیا کہ:

'' وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ '' کہ صبر اور صلوٰۃ، صلوٰۃ کا معنیٰ دُعا بھی ہوتا ہے، صلوٰۃ حاجت اس کو کہہ سکتے ہیں، نفل نماز کہہ سکتے ہیں۔اس کے ساتھ مدد مانگو تو جب بھی کوئی مشکل ہو تو نبی ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ : '' اِذَا حَزَبَهُ اَمْرٌ ، فَزِعَ اِلَى الصَّلٰوةِ ' جب کسی معاملے میں فکر مند ہوتے فوراً نماز کی طرف دوڑتے۔

دو نفل پڑھ کے انسان، اللہ سے دعا کر کے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضرور راستہ دکھاتا ہے : '' وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ''

کیونکہ یہ زندگی صرف ایک بار ملی ہے، صرف ایک بار۔کل کا ہمیں نہیں پتہ، کتنے دن اور جیتے ہیں؟ لہٰذا جو مہلت اس وقت ملی ہے، اس سے پہلے کہ وہ ختم ہو جائے، ہم کچھ نہ کچھ اپنے لیے کریں۔جیسے حضرت سُلیمانؑ اپنے لیے یہ دعا مانگتے تھے کہ '' ..... وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ ''

کہ اللہ مجھے ایسا نیک کام کرنے کی توفیق دے کہ جس سے تُو راضی ہو جائے، جو تجھے خوش کر دے۔

ہماری تو سوچ بہت محدود ہے۔بعض اوقات ہم ایک چیز کو بہت بڑا سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑی نہیں ہوتی لیکن ہم اپنی لاعلمی، ناسمجھی کی وجہ سے اُس چیز سے چمٹے بیٹھے رہتے ہیں کیونکہ بعض اوقات ہمارے لیے وہ کام convenient ہوتا ہے، یا ہمارا دل اُس پہ ہوتا ہے تو وہ ہمیں اچھا لگتا ہے۔لیکن اُس سے آگے بھی کچھ اور ہوتا ہے اور نئے طریقے، نئے راستے سے ہم کیوں گھبراتے ہیں؟ محنت زیادہ لگے گی، مشکل ہو گی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے کہ '' اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ''، مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

مشکلات سے گھبرائیں نہیں، مشکلات آسان ہو جائیں گی اگر آپ ارادہ کر لیں کہ آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔آمین۔